استاذ الاساتذہ قاری محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ

محمد افضل سلفی (متعلم جامعہ سلفیہ فیصل آباد)

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی　　اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

ممتاز عالم دین شمس القراء استاذ الحفاظ قاری محمد رمضان صاحب صدر مدرس شعبہ تحفیظ القرآن الکریم جامعہ سلفیہ اپنی زندگی کی 72 بہاریں دیکھ کر 25 اگست کی صبح حرکت قلب بند ہونے سے ہزاروں احباب کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم 1943ء کو پیدا ہوئے انہوں نے تقریباً 14 سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا' پھر علوم اسلامیہ کے لیے شیخ الحدیث مولانا عبدہ الفلاح' مولانا ہدایت اللہ ندوی' مولانا جمعہ خان صاحب اور مولانا بشیر احمد بھوجیانی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے اور جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے سند فراغت حاصل کی۔

شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی صاحب' محترم قاری محمد یوسف لکھوی صاحب' مولانا سیف اللہ خالد صاحب اور مولانا عبدالحمید حسرت صاحب حضرت قاری صاحب کے ہم سبق تھے۔

محترم قاری صاحب نے 22 سال کی عمر میں تدریس کا آغاز مدرسہ فردوس گلبرگ فیصل آباد سے کیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد مستقل طور پر جامعہ سلفیہ حاجی آباد میں شعبہ تحفیظ القرآن الکریم سے منسلک ہو گئے جبکہ ساری عمر خطبہ جمعہ مدرسہ فردوس میں ہی ارشاد فرماتے رہے اور اسی طرح وفات تک جامعہ سلفیہ میں شعبہ حفظ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ حسب معمول 25 اگست 2015ء کو طلبہ حفظ کے لیے اشیائے خورد ونوش جامعہ سلفیہ سے لیکر گئے اور طلبہ سے سبق، سبقی اور منزل سن کر اپنے کمرہ میں چلے گئے اور تشہد پکار رہے تھے کہ اچانک حرکت قلب بند ہونیکی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ بلاشبہ ان کے شاگرد حفاظ کرام کی تعداد ہزاروں میں ہے جو کہ کرہ ارض کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔

قاری صاحب نہایت شریف النفس، حلیم الطبع، خلیق' ملنسار' علماء کے قدردان اور دینی طلبہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مہمان نواز اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ صحیحین کی روایت کے مطابق فرمان نبوی ﷺ ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ایک علامت علم کا اس دنیا سے اٹھ جانا ہے او

ر یہ علامت اہل علم وفن کے اس دار فانی سے رحلت کی صورت میں پوری ہو گی۔آپ ﷺ کا فرمان قحط الرجال کے اس دور میں پورا ہوتا نظر آ رہا ہے۔

گذشتہ چند ہی برسوں میں بڑے بڑے علماء کرام دنیا سے کوچ کر گئے جن کا خلا پر ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا کہ اسی اثناء میں قاری محمد رمضان صاحب ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

خدا جانے ہر کسی سے ان کا کتنا تعلق تھا کہ آپ کے جنازے میں تمام مکاتب فکر کے لوگ شریک تھے حتیٰ کہ مسجد جامعہ سلفیہ وسیع وعریض ہونے کے باوجود تنگی داماں کا شکار تھی۔امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ اللہ والوں کا ان کے جنازوں سے پتہ چلتا ہے چنانچہ آپ کے جنازے میں بڑی تعداد میں لوگ شریک تھے۔اس موقع پر ہر آنکھ اشکبار تھی' آپ نے قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقت آشکار کر دی۔

قاری صاحب کی وفات پر رسال وجرائد اور اخبارات میں جو خبریں شائع ہوئیں ان سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فرد سے لیکر جماعت تک شاگرد سے لیکر استاد تک سبھی دل گرفتہ اور مغموم تھے۔

موت اس کی ہے کرے جس پہ زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

قاری صاحب نے نہایت ہی سادہ زندگی بسر کی صاف ستھرا لباس' عالم باعمل اور اسلاف کی نشانی تھے' طلبہ سے پیار ومحبت' رحمدلی وخدمت خلق کو فریضہ اول گردانتے تھے۔انہوں نے ہر حال میں تنظیمی' تبلیغی' اصلاحی اور فلاحی امور انجام دیئے' قاری صاحب نے اپنے پیچھے سوگواران میں 6 بیٹے' 2 بیٹیاں اور ہزاروں روحانی بیٹے چھوڑے ہیں۔

میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں ادارہ جامعہ کو اور ان کے گھر والوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے قاری صاحب کی جانشینی کے لیے ان کے فرزند ارجمند قاری احمد فرحان بھٹی صاحب کا انتخاب کر کے انہیں قاری صاحب کے لیے صدقہ جاریہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

آسمان تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆......☆......☆